OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/

جنوبی پنجاب میں مرگ کی رسومات کا قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

An Investigative Study of Death Rituals in Southern Punjab in the Light of the Quran and Sunnah

Dr.Saira Taiba
Assistant Professor Islamic studies Department
Bahauddin Zakariya University, Multan
sairaafzal@gmail.com

Muhammad Ammar Hassan khan
PhD Scholar, Islamic studies Department
Bahauddin Zakariya University, Multan

This paper presents an in-depth investigative study of the death rituals practiced in Southern Punjab, Pakistan, with a keen focus on examining these traditions through the lens of the Quran and Sunnah. Death rituals hold a significant place in the cultural and religious landscape of this region, impacting various aspects of the local community's life.

The primary objective of this research is to explore the extent to which the death rituals in Southern Punjab align with Islamic teachings, as outlined in the Quran and Sunnah. By delving into this comparative analysis, the study aims to shed light on the potential harmonies and divergences that exist between the prevalent local customs and the guidelines provided by Islam.The research employs a multi-faceted approach, involving both qualitative and quantitative methods, including surveys, interviews, and ethnographic observations

The findings of this study will contribute to a better understanding of the intersection between cultural traditions and religious beliefs in Southern Punjab. Moreover, it provides insights into the extent to which the Quran and Sunnah influence the lives of the local population and how these religious sources impact the expression of grief and commemoration in the face of death.

Key word: *investigative, cultural, Death, Rituals, Southern Punjab*

توہمات ورسومات تقریباًدنیا کے تمام معاشروں اور ممالک میں موجود ہے اور باوجود علمی ترقی اور سائنسی ایجادات کے یہ آج بھی اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہیں ہمارے معاشرے میں توہمات اور بدشگونیاں دوسرے معاشروں کے اثرات ہیں۔خاص طور پر عربوں اور ہندووں کے۔ برصغیر پاک وہند ہمیشہ مختلف مذاہب اور نظریات کے حامل لوگوں کی جولان گاہ بنارہاہے۔جتنے لوگوں نے یہاں سکونت اختیار کی وہ مختلف تہذیبوں کے حامل تھے اور ان کا ایک دوسرے پر اثرانداز ہونا لازمی امر تھا۔ مسلمان معاشرے میں توہمات کا زیادہ تر حصہ ہندو تہذیب کی دین ہے توہمات کی اہم وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ انسان بغیر سوچے سمجھے اپنے آباؤاجداد ک روایت پر قائم رہتا ہے قدیم ضرریات اور ماحول کو نہیں سمجھتا بلکہ موجودہ حالات میں بھی انہی چیزوں کو اپنے ساتھ رکھتا ہے۔اسلام نے انسان کی اس فطری کمزوری کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

قرآن کریم میں ہے کہ جب کبھی کفار کو بت پرستی چھوڑنے اور خدائے واحد ویکتا کے سامنے سربسجود ہونے کی دعوت دیجاتی ہے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہمارے آباؤاجداد تو یہی کرتے تھے۔

سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے:۔

CC BY

"وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا١ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْــٴًـا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ"[1]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اسکی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ خواہ ان کے باپ کچھ سمجھتے ہیں اور نہ ہدایت پر ہوں"

سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛-

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَاؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ[2]

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اُس چیز کی جو اللہ نے نازل کی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا یہ انہی کی پیروی کریں گے خواہ شیطان اُن کو بھڑکتی ہوئی آگ ہی کی طرف کیوں نہ بلاتا رہا ہو؟"

اوالذکر آیت کریمہ کے شانِ نزول میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت ہے کہ جب رسول ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور رغبت دلائی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا سے ڈرایا ورافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے جواب دیا کہ اے محمد ﷺ! ہم تو اپنے آباؤاجداد کی طرح پیروی کریں گے کیونکہ وہ ہم سے زیادہ علم والے اور بہتر تھے۔[3] بعینہ یہی صورتحال ہمیں آج بھی نظر آتی ہے۔ رسومات کے بارے میں جو باتیں بچپن میں اپنے آباؤاجداد سے سنی ہوتی ہیں وہ انسان ک فطرت کا حصہ بن جاتی ہیں اور انسان زندگی بھر ان کو شعوری یا غیر شعوری طور پر چمٹا رہتا ہے۔[4]

مرگ کی رسومات

1۔ خابرو

جنوبی پنجاب میں فوتیدگی کے وقت رشتہ داروں اور دوست احباب کو اطلاع دینے کیلئے "خابرو" بھیجا جاتا ہے۔ خابرو یعنی موت کی خبر دینے والہ۔ خابرو یا تو پیدل سفر کرتا ہے یا زیادہ سفر ہو تو اونٹ پر جاتا ہے۔ اسی خابرو کی خبر کی بدولت ہی لوگ جنازے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ مشینری دور میں اونٹ کی جگہ ٹریکٹر، کار اور موٹر سائیکل استعمال ہوتے رہے مگر اب تو موبائل فون کا دور ہے ایک منٹ میں ہر جگہ اطلاع ہو جاتی ہے۔[5]

2۔ اوچھاڑ

میت کو مسنون کفن پہنانے کے بعد رشتہ دار اور دوست احباب اس کے قد کے برابر کپڑا ڈالتے ہیں۔ مرد پر سفید کپڑا ڈالا جاتا ہے البتہ رشتہ دار رنگین کپڑا ڈالتے ہیں جس کو لنگی کہا جاتا ہے۔ میت اگر عورت ہو تو رنگین کپڑا ڈالا جاتا ہے۔ مقامی زبانوں میں اس کو "اوچھاڑ" "کپڑا" اور "لنگی" کہا جاتا ہے۔ یہ کپڑا "قابری" کا حق مانا جاتا ہے۔ عموماً قابری (قبر کھودنے والہ) نائی یا کمہار ہوتا ہے۔[6]

اوچھاڑ کے بارے میں مفتی وزیر نے لکھا ہے "اوچھاڑ نیوتہ اور اسلامی قرض کی حیثیت رکھتا ہے اور تنازعہ کی صورت میں اوچھاڑ دینے والہ قبل از وقت اپنا اوچھاڑ (قرض) مانگ لیتا ہے۔ بہر حال اوچھاڑ کی کوئی شرعی حیثیت بلکل نہیں ہے۔[7]

3۔ کفن

جنوبی پنجاب کے اکثر لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ کفن مدینہ منورہ سے منگوایا جائے۔ حجاج کرام کے ذریعے کفن مدینہ سے منگوایا جاتا ہے۔ یا پھر کفن خرید کر حجاج کو دے دیتے ہیں کہ آب زم زم سے ڈبو کر واپس لے آنا۔ یہ کفن عقیدت کے ساتھ رکھا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد کفن بنایا جائے۔ بخشش کی امید کی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہے۔[8]

عن سهل رضي الله عنه،" ان امراة جاءت النبي صلى الله عليه وسلم ببردة منسوجة فيها حاشيتها، اتدرون ما البردة؟ , قالوا: الشملة، قال: نعم، قالت: نسجتها بيدي فجئت لاكسوكها، فاخذها النبي صلى الله عليه

وسلم محتاجا إليها، فخرج إلينا وإنها إزاره فحسنها فلان , فقال: اكسنيها ما احسنها؟ , قال: القوم ما احسنت لبسها النبي صلى الله عليه وسلم محتاجا إليها، ثم سالته وعلمت انه لا يرد، قال: إني والله ما سالته لالبسه إنما سالته لتكون كفني؟" , قال سهل: فكانت كفنه.[9]

سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم وسلم کی خدمت میں ایک بنی ہوئی حاشیہ دار چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحفہ لائی۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے) حاضرین سے (پوچھا کہ تم جانتے ہو چادر کیا؟ لوگوں نے کہا کہ جی ہاں! شملہ۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں شملہ) تم نے ٹھیک بتایا (خیر اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اسے بنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنانے کے لیے لائی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا قبول کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اس وقت ضرورت بھی تھی پھر اسے ازار کے طور پر باندھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک صاحب) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (نے کہا کہ یہ تو بڑی اچھی چادر ہے' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پہنا دیجئیے۔لوگوں نے کہا کہ آپ نے) مانگ کر (کچھ اچھا نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی ضرورت کی وجہ سے پہنا تھا اور تم نے یہ مانگ لیا حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے اپنے پہننے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چادر نہیں مانگی تھی۔ بلکہ میں اسے اپنا کفن بناؤں گا۔ سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہی چادر ان کا کفن بنی۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب يوما فذكر رجلا من اصحابه قبض فكفن في كفن غير طائل وقبر ليلا، فزجر النبي صلى الله عليه وسلم ان يقبر الرجل بالليل، حتى يصلى عليه إلا، ان يضطر إنسان إلى ذلك، وقال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا كفن احدكم اخاه فليحسن كفنه[10]."

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص کا ذکر کیا کہ ان کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کو ایسا کفن دیا تھا، جس سے ستر نہیں ڈھنپتا تھا اور شب کو دفن کر دیا تھا، پس جھڑکا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر کہ رات کو ان کو دفن کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہ پڑھی اور ایسا نہ کرنا چاہیئے مگر جب انسان لاچار ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' :جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے"۔

حضرت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا"اپنے فوت شدگان کو کفن اچھا دو۔اس پر نوحہ نہ کرو، وصیت میں تاخیر کرنے سے اور قطع رحمی سے میت کو تکلیف نہ دو اور اس کا قرض جلدی ادا کر واسے برے پڑوسی سے بچاو"۔[11] حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اس کو اچھا کفن دے"۔[12]"رسول اللہ نے فرمایا مردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ وہ باہم ملاقات کرتے ہیں اور اپنے اچھے کفنوں سے تفاخر کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں"۔[13] اسی طرح رسول اللہ نے فرمایا"کفن میں غلو نہ کریں"۔[14]

جنوبی پنجاب میں اکثر و بیشتر عقیدت مندوں کا یہ معمول چلا آرہا ہے کی حرمین شریفین میں حاضر ہونے والوں کو کفن کا کپڑا اس غرض سے خرید کر ساتھ دیتے ہیں کہ حجاج کرام اس کپڑے کو آب زم زم میں ڈبو کر واپس لائیں پھر ایسا متبرک کپڑا ہمارا کفن بنے اگر چہ ایسی آرزو والے کی زندگی نصف صدی بھی باقی ہو تو وہ کپڑا اس کے کفن کیلئے پڑا رہتا ہے اس گھر میں کسی اور مرنے والے کو اس کا مستحق نہیں سمجھا جاتا۔ حالانکہ زیادہ عرصہ گزرنے سے اس کپڑے پر بد نما داغ پڑ جاتے ہیں اور کمزور پڑ جاتا ہے علاوہ ازیں غریب و امیر متوفی کو جس کپڑے میں کفن دیا جاتا ہے وہ اس درجہ گھٹیا قیمت کا ہوتا ہے کہ غریب سے غریب آدمی بھی اس کپڑے کو زیب تن کرنا عار و شرم محسوس کرتا ہے۔ احسن یہ ہے کہ کفن اچھا ہونا چاہیے نہ بالکل کم قیمت نہ بہت ہی قیمتی، مرد جمع و عیدین کے لئے جو کپڑے پہنتا تھا اور عورت والدین کی زیارت کیلئے جو کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا کفن ہونا چاہیے۔

حضرت علی سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:""لا تغالوا فی الکفن فانه یسلب سریعا"[15]"میت کو قیمتی کفن نہ دیا کرو کیونکہ یہ بیت جلد بوسیدہ ہو جاتا ہے"حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا"زندہ آدمی مردے سے نئے کپڑے کا زیادہ حق دار ہے"[16] حضرت ابن عباس سے مروی ہے نبی کریم نے فرمایا:"سفید لباس زیب تن کیا کرو۔ یہ تمہارے ملبوسات میں بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اس میں کفن دیا

کرو"[17]۔

4۔تدفین میں تاخیر

جنوبی پنجاب میں ایک رسم یہ بھی ہے کہ جب تک تمام رشتہ دار میت کا منہ نہ دیکھ لیں اور اس کی جنازے میں شریک نہ ہولیں تب تک تدفین نہیں کی جاتی ۔ان وجوہات کی بناپر بعض اوقات کافی دیر ہو جاتی ہے۔[18]

5۔میت کے دفنانے میں تاخیر

جنوبی پنجاب میں کچھ وجوہات کی بناپر میت کے دفنانے میں تاخیر کی جاتی ہے مثال کے طور پر اگر قریبی رشتہ دار دور ہوں تو ان کے آنے تک میت کو رکھا جاتا ہے کہ وہ منہ دیکھ لیں۔یا میت کو اپنے اپنی خاندانی قبرستانوں میں دفنانے کیلئے سفر کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے۔بعض اوقات میت کی وصیت ہوتی ہے کہ فلاں صاحب میرا نمازِ جنازہ پڑھائے اس (پیر یا بزرگ) کے آنے میں دیر ہو جاتی ہے۔شریعت میں میت کو جلد دفنانے کی تلقین کی گئی ہے حضرت ابوہریرہ سے روی ہے "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنازہ کو تیز لے جاوا گروہ نیک ہے تو بھلائی ہے جس کی طرف تم لے کر اسے جا رہے ہو اور اگر اس کے سوا کچھ اور ہے تو وہ میری چیز ہے۔جسے تم اپنی گردانوں سے اتار رہے۔[19]تیزی سے مراد عام رفتار سے زیادہ اور دوڑنے سے کم ہے۔حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا جب نیک آدمی کا جنازہ لوگ اٹھاتے ہیں تو وہ کہتا ہے مجھے لے چلو۔[20]

6۔خاندانی قبرستان میں دفنانا

جنوبی پنجاب کے لوگ اکثر اپنی میت کو خاندانی قبرستان میں ہی دفن کرتے ہیں۔بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کا خاندانی قبرستان کئی میل دور ہوتا ہے اور میت کو وہاں کندھوں پر اٹھا کر لے جانا کافی مشکل ہوتا ہے پھر بھی لوگ یہ مشکل برداشت کرتے ہیں۔اور میت کو اپنے خاندانی قبرستان میں ہی دفن کرتے ہیں۔[21]

جب حضرت عبدالرحمٰن جو حضرت عائشہ کے بھائی تھے فوت ہوئے تو برکت کیلئے حضرت عبدالرحمٰن کو مکہ مکرمہ لا کر دفن کیا گیا اور مقام حبشی مکہ مکرمہ سے ایک منزل دور ہے مگر حضرت عائشہ نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کی قبر پر ارشاد فرمایا: "رب کی قسم اگر میں موجود ہوتی تو تم وہیں دفن کیے جاتے جہاں تم فوت ہوئے اور اگر میں اس وقت ہوتی تو اب تمہاری زیارت نہ کرتی"۔[22]باوجود اس کے آپ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ تمہاری میت کو مکہ مکرمہ نہ آنے دیتیں کیونکہ بلاوجہ میت کو منتقل کرنا درست نہیں۔جس جگہ آدمی کا انتقال ہو وہاں کے قبرستانوں میں دفن کر مستحب اور بہتر ہے ایک دو میل لے جاتے ہیں کوئی مضائقہ ہیں۔[23]

خاندانی قبرستانوں یا کسی رشتہ دار کے پہلو میں دفنانے میں میت کیلئے نفع نہیں بلکہ میت کیلئے نجات اور فائدہ اس میں ہے کہ کسی نیک اور صالح کے پڑوس میں دفن کریں اگرچہ وہ کتنا ہی اجنبی ہو۔حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اپنے فوت شدگان کو نیک اور صالح لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ فوت شدگان کو تیرے ہمسائے سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو برے ہمسائے سے "۔[24]حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب سے کوئی اس وارِ فانی سے انتقال کر جائے تو اس کو کفن اچھا دو اس کی وصیت جلدی پوری کرو۔اس قبر گہری کھودو اور اس کو برے ہمسائے سے دور رکھو۔صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ کیا نیک ہمسائیہ آخرت میں بھی فائدہ دیتا ہے۔آپؐ نے فرمایا کیا دنیا میں نیک ہمسائیہ فائدہ دیتا ہے عرض کی ہاں۔آپؐ نے فرمایا اسی طرح آخرت میں بھی فائدہ دیتا ہے[25]فتاویٰ عالمگیری میں ہے "(میت) کو ایسے قبرستان میں دفن کرنا افضل ہے جس میں نیک لوگوں کی قبریں ہوں"[26]۔

7۔میٹھا تقسیم کرنا

جنوبی پنجاب میں کئی جگہ لوگ جنازے میں شرکت کیلئے آنے والے لوگوں میں گڑ یا میٹھا تقسیم کرتے ہیں۔اس کی تقسیم کرنے کے پس منظر میں دو باتیں سامنے آتی ہیں۔کہ لوگ دور سے سفر کر کے آتے ہیں اور سردست کھانا میسر/تیار نہیں ہوتا تو بھوک کو کم کرنے کیلئے گڑ یا میٹھا دیا جاتا ہے۔دوسرا سفر کرنے کی وجہ سے جو گرد و غبار گلے میں اٹک جاتا ہے وہ گڑ سے صاف ہو جاتا ہے۔جنوبی پنجاب کے بعض علاقوں میں جنازے کے بعد روٹی پر دیسی گھی لگا کر اوپر گڑ رکھ کے دی جاتی تھی۔آج کل کیونکہ تیز ذرائع آمد و رفت کی وجہ سے لوگوں کو آنے جانے میں آسانی ہے لہٰذا اب میٹھے تقسیم کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہی اور اب میٹھا تقسیم نہیں کیا جاتا۔[27]

8۔میت پر استعمال شدہ اشیاء سے پرہیز

جنوبی پنجاب کے لوگ میت پر استعمال ہونے والی اشیاء کو مٹی میں دفن کر دیتے ہیں استعمال نہیں کرتے۔وہ صابن جس سے میت کو غسل دیا جاتا ہے اور مٹی کے برتن جن میں میت کے غسل کا پانی ہوتا ہے توڑ دیئے جاتے ہیں اور زمین میں گڑھا کھود کر دفن کر دیئے جاتے ہیں اسی طرح میت کے بدن پر پہلے والے کپڑے بھی دفن کر دیئے جاتے ہیں دفناتے اس لئے ہیں کہ ان اشیاء کو پاک نہیں سمجھتے۔[28]

میت کے استعمال شدہ چیزوں کے بارے لکھا ہے "غسل کے بعد مٹی کے برتنوں کو توڑنا یا استعمال میں نہ لانا میت سے مس ہونے والی تمام تر اشیاء کو نجس سمجھنا وہاں پر تین رات تک چراغ جلانا اور مکھی کی صورت میں میت کی روح کا واپس آنے کا گمان کرنا یہ سب کچھ جہالت، حماقت، ناجائز، حرام، مال کا ضیاع اور ہندووں کا ہندووں کا طریقہ کار ہے"[29]

9۔دھوال پر چراغ

جس جگہ میت کو غسل دیا جاتا ہے اسے "دھوال" کہا جاتا ہے۔علاقہ تھل میں دھوال پر تین رات تک مسلسل دیا جلایا جاتا ہے۔تھل کے باسیوں کے مطابق یہ جگہ بھاری ہوتی ہے یہاں جنات کا خطرہ ہوتا ہے۔چراغ جلانے کہ وجہ سے جنات اس جگہ قابض نہیں ہوتے۔[30]

10۔پانی چھڑکنا

جو لوگ میت کو دفناتے ہیں ان کو "کہاری" کہا جاتا ہے۔جنوبی پنجاب میں یہ کہاری میت کو دفن کر کے واپس میت کے گھر آتے ہیں اور فاتحہ پڑھتے ہیں اور میت کیلئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔جب یہ کہاری واپس آرہے ہوتے ہیں ان کے سامنے لوٹے کے ساتھ پانی کی ایک لمبی لکیر کھینچی جاتی ہے بعض علاقوں میں پانی کی جگہ پکی لسی بھی ڈالی جاتی ہے۔اس لکیر کا مقصد ہوتا ہے کہ کہاریوں کا جو میت کو ہاتھ لگانے کہ وجہ سے بھاری پن ہے وہ اس گھر میں داخل نہ ہو۔گھاری پن ایسی کیفیت کو کہا جاتا ہے جس میں جنات آسانی سے سر پر بیٹھ جائیں۔لفظ "بھاری" کو فیض اور برکت کا الٹ سمجھا جاتا ہے۔[31] ایسا کرنا بالکل خلاف شرع اور خلاف اصل ہے اور ہندووں کے طریقہ کار سے ہے۔"[32]

11۔چولہانہ جلانا

اہل میت تین دن اپنے گھر کچھ نہیں پکاتے۔رشتہ دار اور برادری میت والوں کو تین دن تک کھانا پکا کر دیتی ہے مشورہ کے بعد آپس میں کھانے کے اوقات تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اور پھر اسی تقسیم کے مطابق کھانا پک کر پہنچ جاتا ہے۔جو اہل میت کیلئے بھی اور باہر کے رشتہ داروں جو غم میں شریک ہونے کیلئے بطور مہمان ہوتے ہیں کیلئے بھی کافی ہوتا ہے۔یہ کھانا ہمدردی کے طور پر دیا جاتا ہے کیونکہ اہل میت غم زدہ ہوتے ہیں اس لئے ان کی دل جوئی کی جاتی ہے۔اس کھانے کو کوڑا وٹہ بھی کہتے ہیں۔[33]

12۔میت کا غسل

جنوبی پنجاب کے علاقہ جات میں روایت یہ ہے کہ میت کو غسل مسجد کا مولوی صاحب ہی دے گا۔ لہٰذا مرد میت کو غسل مولوی صاحب دیتا ہے اور عورت میت کو امام مسجد کی گھر والی غسل دیتی ہے۔ اور امام مسجد کی بیوی نہ ہو تو کسی اور گاؤں کے امام مسجد کی بیوی کو لایا جاتا ہے۔ یہ لوگوں کا حسن ظن اور مولوی صاحب کا احترام ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ میت کے بارے میں شرعی احکام زیادہ جانتا ہے اور یہ ہی شریعت کے مطابق غسل دے سکتا ہے۔

میت کو غسل دینے کے حق دار (زیادہ) قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ سے روی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "میت کو غسل دینے کا سب سے زیادہ مستحق اس کا سب سے زیادہ قریبی ہے بشر طیکہ اِسے اس کے صحیح طریقہ کار کا علم ہو لیکن اگر علم نہ ہو تو پھر جسے تم سمجھو کہ اس کے پاس تقویٰ وامانت کا کچھ حصہ موجود ہے وہ غسل دے۔[34] سوائے استثنائی صورتوں کے ہم جنس ہونا قابل عمل ہے۔ حضرت اُم عطیہ کی حدیث میں ہے کہ "نبی ﷺ کی بیٹی کو عورتوں نے غسل دیا"[35] میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دینے کے زیادہ حق دار ہیں" حضرت فاطمہ رضی اللہ نے وصیت کی انہیں حضرت علی رضی اللہ غسل دیں چناچہ ان کو حضرت علی رضی اللہ نے غسل دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ کو ان کی بیوی حضرت اسماءبنت عمیر رضی اللہ نے غسل دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ سے مروی ہے کہ عورت کو غسل دینے کا سب سے زیادہ حق دار اور نمازِ جنازا پڑھنے کا مستحق اس کا شوہر ہے۔

امام ابو حنیفہ کے مطابق مرد اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا حتی کہ خاوند کے سوا غسل دینے کے لیے کوئی اور نہ ہو تو پھر بھی اسے غسل نہ دے بلکہ تیمم کرادے تاہم بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے۔[36] لہذا میت کو غسل دینے کے زیادہ مستحق تو قریبی رشتہ دار ہیں۔ اگر انہیں طریقہ کار کا علم نہ ہو تو مولوی صاحب (مرد میت کو) غسل دے اور مولوی کی گھر والی یا کوئی اور دین دار عورت زنانہ میت کہ غسل دے دے کوئی حرج نہیں۔

13۔ قل خوانی

عام طور پر جنازے کے تیسرے دن قل خوانی ادا کی جاتی ہے۔ قل خوانی کے دن کا اعلان جنازے پر کر دیا جاتا ہے۔ قل خوانی والے دن رشتہ دار، برادری، وسیب اور باہر کے دوست احباب جمع ہوتے ہیں۔ عام طور پر قل خوانی گاؤں کی مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔ مسجد نہ ہو تو کھلی جگہ پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ قرآن خوانی کی جاتی ہے۔ جو لوگ قرآن نہیں پڑھ سکتے وہ درود پاک تسبیح کے دانوں، کھجور کی گٹھلیوں یا چنوں پر پڑھتے ہیں۔ اس طرح ختم قرآن اور لکھ درود پڑھا جاتا ہے۔ تمام حاضرین اپنے قرآن اور درود کا ثواب مولوی کے "ملک" (حوالے) کرتے ہیں۔ مولوی صاحب ختم شریف پڑھتا ہے اور حاضرین کے پڑھے ہوئے تمام کلام کا ثواب میت کی روح کو بخشتا ہے (ایصال ثواب) اور میت کی بخشش کی دعا مانگی جاتی ہے۔ بعد ازاں تمام حاضرین متوفی کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہیں۔ دور سے آنے والوں کیلئے میٹھے چاول پکائے جاتے ہیں جن میں گڑ استعمال کیا جاتا ہے۔ تھل کے بعض علاقوں میں قل خوانی پر بھی بھات پکایا جاتا ہے۔ آج کل تو قل خوانی پر بھی شادی کی طرح گوشت (برائلر) کی دیگیں، زردہ اور پلاؤ پکایا جاتا ہے۔ قل خوانی کے ساتھ ساتھ چالیسواں اور برسی بھی منائی جاتی ہے۔[37]

14۔ پٹکا/پگڑی

قل خوانی کے دن متوفی کے بڑے بیٹے کے سر پر پگڑی باندھی جاتی ہے جس کو مقامی زبان میں "پٹکا/پٹکی" کہتے ہیں۔ سفید رنگ کا کپڑا ہوتا ہے۔ تھل کے لوگوں میں پٹکا/پگڑی سرداری یا وارث ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ جب تک متوفی زندہ ہوتا ہے وہی گھر کا وارث اور سربراہ ہوتا ہے جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو پھر یہ سربراہی بڑے بیٹے کو دی جاتی ہے۔ اس لئے اس کے سر پر پگڑی باندھی جاتی ہے۔ یہ پگڑی عام طور پر ماما، چاچا یا کوئی بزرگ باندھتا ہے۔[38]

15۔ جمعرات

جنوبی پنجاب میں جب فوتگی کو ساتویں جمعرات ہوتی ہے تو میت کے ایصال ثواب کیلئے گڑ والے میٹھے چاول پکائے جاتے ہیں۔ مولوی صاحب ان چاولوں پر ختم شریف پڑھتا ہے اور پھر یہ چاول وسیب و برادری میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ اس عمل کو "جمعرات" یا "درودین رلا ونڑا" کہتے ہیں۔ اب گڑ کی جگہ چینی استعمال

ہوتی ہے۔[39]

میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بھیجنا مسنون ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ "جب جعفر بن ابو طالب کی شہادت کی خبر مصول ہوئی تو رسول ﷺ فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کو ایسی (تکلیف دہ) اطلاع ملی ہے جو انہیں کھانا پکانے میں مشغول رکھے گی"۔[40]

پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں "رسولِ اکرمؐ نے اپنے گھر والوں (اہل بیت) سے فرمائش کرکے حضرت جعفر رضی اللہ اور ان کے ساتھی شہید صحابہ کرام (حضرت زین حارثہ رضی اللہ اور حضرت عبداللہ بن رواح رضی اللہ) کے گھروں میں کھانا پکوا کر بھجوایا تھا اور دوسرے شہداء کے گھر بھی بھجوایا تھا۔ دوسرے صحابہ کرام نے بھی فرمان نبوی ﷺ کی پیروی کی تھی۔ دراصل یہ صرف ایک واقع کا معاملہ نہیں ہے بلکہ غمی کے موقع پر کھانے پکوا کر بھیجنے کی ایک مستقل سنت اور تعامل صحابہ کرام تھا۔[41] اہلِ بیت کو کھانا بھیجنا مسنون ہے۔ جبکہ اہلِ میت کا کھانا ناجائز ہے۔ حضرت ہریرہ بیان کرتے ہیں "ہم میت والوں ک گھر میں جمع ہو کر کھانا تیار کرنے کہ نوحہ شمار کرتے ہیں۔ اور نوحہ حرام ہے۔"[42] مفتی وزیر احمد نے لکھا ہے کہ "پہلے دن میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے فقط اہلِ بیت کے لئے پکایا جائے اور بھیجا جائے دوسروں کے لئے کھانا نہ بھیجا جائے اور نہ انہیں کھانا جائز ہے۔ نیچے قل خوانی اور چہلم کے موقع پر کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے اس میں یہ ضروری ہے کہ سب ورثاء راضی اور بالغ ہوں اگر ایک وارث بھی نابالغ ہو تو ایسا کرنا حرام ہے"[43] سوگ تین دن ہے۔ حضرت اُمِّ حبیبہ کہتی ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا "جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اُس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔[44]

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں "اکثر جگہ دستور ہے کہ کچھ اہم تاریخوں میں یا ان کے قریب قریب آگے پیچھے کرکے کچھ کھانا پکا کر برادری میں تقسیم ہوتا ہے اور کچھ مساکین کو کھانا کھلاتے ہیں اور اس کا ثواب مردے کو بخشتے ہیں۔ اور اتباع رسم کی وجہ سے اس کی ایسی پابندی ہے کہ بعض اوقات قرض لے کر کرتے ہیں اور اگر کوئی ان سے کہے کہ جتنے دام اس میں صرف کرتے ہو وہ دام خفیہ طور پر دے دو تو ہرگز گوارہ نہ کریں اکثر یہ خرچ ترکہ مشترکہ سے ہوتا ہے جو ممنوع ہے۔ غیر مستحقین کو دینا بھی اضاعتِ مال ہے"[45] اگر بلا تعین یوم کے جمع ہو کر ختم قرآن کریا کلمہ طیبہ اور ایصال ثواب کیلئے کریں تو یہ جائز ہے لیکن قل، برسی، چالیسواں اور فاتحہ وغیرہ وجہ طریقہ بدعت اور مکروہ ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے[46] امام احمد رضا لکھتے ہیں "میت کے ہاں جو لوگ اچھے ہوتے ہیں اور ان کی دعوت کی جاتی ہے اس کھانے کی تو ہر طرح ممانعت ہے اور بغیر دعوت کے جمعراتوں، چالیسواں، چھ ماہی ہر کسی میں برسی میں جو کی طرح اشیاء کو بانٹا جاتا ہے وہ بھی اگرچہ کے بے معنی ہے مگر اس کا کھانا منع ہے۔ بہتر یہ ہے کہ غنی نہ کھائے اور فقیر کو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہی اس کے مستحق ہیں اور ان سب احکام میں وہ جس نے اپنی موت اپنی حیات میں کر دی اور جس نے نہ کی سب برابر ہیں اور اپنی یہاں موت ہو جائے تو اپنا کھانا کھانے کی کسی کو مخالفت نہیں اور چالیس دن کے بعد جو بھی محراتیں ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ کے فقیروں کو جب اور کچھ دے ثواب ہے۔[47]

"اہلِ بیت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنا منع ہے۔ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔[48] حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا ذاتی عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے تین کے۔ صدقے جاریہ۔ ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک بیٹا جو اس کے لئے دعا کرتا رہے۔"[49]

16۔ قبر پر چراغ جلانا

جنوبی پنجاب میں میت کی قبر پر کم از کم ایک مہینے تک چراغ جلایا جاتا ہے۔ ایک بندے کو چراغ جلانے کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔ جو چراغ کا تیل بھی پورا رکھتا ہے اور شام کو جلاتا ہے اور صبح کو بجھا دیتا ہے۔ تازہ قبر پر چراغ درندوں سے بچنے کیلئے جلایا جاتا ہے۔ کیونکہ علاقہ تھل کی مٹی بھر بھری ہوتی ہے اور درندے آسانی

سے کھود لیتے ہیں لہٰذا ان سے بچنے کیلئے چراغ جلایا جاتا ہے روشنی کی وجہ سے وہ نہیں آتے۔[50]

17۔ قبر پر کانٹے رکھنا

قبر پر چالیس دن کیلئے کریہہ یا بیری کی شاخیں رکھ دی جاتی ہیں ایسا بھی درندوں سے بچنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ چالیس دن تک مٹی پختہ ہو جاتی ہے۔ پھر یہ کانٹے اٹھالئے جاتے ہیں۔[51]

حضرت ابن عباس نبی کریمؐ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ "آپؐ کا گزر ایسی دو قبروں پر ہوا جن عذاب ہو رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کی ان پر عذاب کسی بہت بڑی بات پر نہیں ہو رہا صرف یہ کہ ان میں ایک شخص پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا پھر آپؐ نے کھجور کی ہری ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں تیروں پر گاڑھ دیا لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ ایسا کیوں کیا۔ آپؐ نے فرمایا شائد اس وقت تک کے لئے ان پر عذاب کچھ ہلکا ہو جائے جب تک یہ خشک نہ ہوں۔[52] "حضرت بریدہ سلمی نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں لگا دی جائیں"۔[53] آج جو قبروں پر سبز ہرے بھرے پتے اور پھول ڈالے جاتے ہیں ان کی بنیاد یہی حدیث پاک ہے۔[54]

18۔ سر کور ڈالنا

سر کور یا سکروڑ (کنکریاں) تھل کی مٹی کی کیفیت کی تبدیلی کی وجہ سے بن جاتی ہیں۔ چالیس دن کے بعد کانٹے ہٹا کر قبر پر سر کور ڈال دیئے جاتے ہیں۔ سر کور ریت سے چھلنی کے ساتھ چھان کر اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ تھل میں پتھر کی کنکریاں میسر نہیں ہوتی اس لیے لوگ سر کور ڈالتے ہیں پھر ہر محرم پر تازہ سر کور ڈالے جاتے ہیں۔ کیونکہ تھل کی مٹی ریتلی ہے اور یہاں بہت زیادہ آندھیاں چلتی ہیں۔ قبر کی مٹی کو آندھی کی وجہ سے اڑنے سے بچانے کیلئے سکروڑ ڈالے جاتے ہیں۔ تاکہ قبر کا نشان باقی رہے۔ آج کل تھل میں بھی قبر پختہ بنادی جاتی ہے۔[55]

19۔ سوبھ

اہل تھل شب برات کو "سوبھ" بولتے ہیں۔ اور کسی کی فوتگی کے بعد جب پہلی شب برات آتی ہے تو رشتہ دار اور قریبی لوگ مرنے والے کے لواحقین سے اظہار افسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ شب برات میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں تو لوگ دعا کرتے ہیں کہ مرنے والے کو اللہ بخشے اور زندہ رہنے والوں کو اللہ لمبی عمر دے۔ سوبھ پر حلوہ یا چاول پکا کر ایصال ثواب بھی کیا جاتا ہے۔[56]

20۔ بین کرنا

کسی عزیز کی وفات پر غم زدہ ہونا فطری امر ہے۔ وقتی طور پر غم برداشت کرنا بھی بڑا مشکل ہے خاص طور پر جب کسی نوجوان کی موت واقع ہو جائے یا کسی کی ناگہانی موت پر شدت غم کا اظہار لازمی امر ہے۔ یہ لوگ بھی میت پر بین کرتے ہیں۔ خاص طور پر عورتیں بہت بلند آواز میں بین کرتی ہیں اپنے کپڑے پھاڑتی ہیں بالوں کو پرگندہ کرتی ہیں۔ مرنے والے کا نام لے لے کر آہ و بکا کی جاتی ہے۔[57]

میت پر رونا پیٹنا نوحہ کرنا اور کپڑے پھاڑنا ناجائز ہے۔ حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ "میں اس سے بری ہوں جس سے رسول ﷺ بری ہیں اور شک رسول اللہ مصیبت کے وقت اونچی آواز نکالنے والہ، پریشانی کے وقت اپنے سر کے بال منڈوانے والی اور آفت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑنے والی عورت سے بری ہیں۔[58] حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے "جب رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا تو حضرت اسامہ بن زید شدت غم سے چیخ پڑے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور چیخنے والے کا کوئی حق نہیں دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھ آنسو بہاتی ہے لیکن پروردگار کو غضب ناک نہیں کرنا چاہیے۔[59] حضرت عبداللہ بن مسعود روایت ہے بکہ رسول اللہ نے فرمایا: "جس نے (کسی کی موت پر) رخساروں کو پیٹنا، گریبان پھاڑ اور جاہلیت کی باتیں بکیں وہ ہم میں سے نہیں"[60] حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "ان المیت یعذب ببعض بکا ءاھلہ علیہ"[61]

بلاشبہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔اس سے مراد یہ ہوا کہ گھر والوں کے رونے سے میت عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔شدت غم سے آنسو بہانا جائز ہے اور یہ اظہار غم کی جائز صورت ہے۔حضرت جابر سے روایت ہے کہ "جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرے پر پڑا کپڑا کھولتا اور روتا تھا۔دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔[62] حضرت اسامہ بن زید سے روی ہے کہ نبیؐ نے جب اپنی ایک بیٹی کے بچے کو موت وحیات کی کشمکش میں دیکھا تو آپؐ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔پھر سعد نے آپؐ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا یہ رحمت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں ان پر ہی رحم فرماتے ہیں جو لوگ خود لوگ خود رحم کرنے والے ہیں"[63]۔حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ "ہم نبی کریم کی ایک بیٹی (فوت ام کلثوم) کے جنازے میں حاضر تھے رسول اللہ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کی آپؐ کی دونوں آنکھیں آنسوں سے بھر آئی ہیں"۔[64]

مفتی محمد الحسنی لکھتے ہیں کہ "کچھ لوگ وفاتاور قل خوانی کے روزا دوسرے کا گلے مل کر روتے ہیں اور بین کرتے ہیں مرد عورت ایک دوسر کے گلے مل کر پندرہ پندرہ منت تک روت رہتے ہیں محرم اور غیر محرم کی تمیز نہیں ہوتی پھر خواتیں نیم عریاں لباس میں ہوتی ہیں۔ننگا سر،ہاف آستینس،نیم پشت اور نیم ساسینہ کا ننگا ہونا عام فیشن ہے ایسی حالت میں مرد وعورتوں کہ گلے ملنا اور رونا نہایت قبیح اور کبیرہ گناہ ہے البتہ مرد آپس میں گلے لگ کر روئیں لیکن بین نہ کریں تو جائز ہے[65]۔

21۔قبر پر پانی ڈالنا

جنوبی پنجاب میں جب بھی عزیز واقارب کی قبروں پر جاتے ہیں تو اپنے ساتھ پانی کا لوٹا لے جاتے ہیں اور قبر پر پانی ڈالتے ہیں۔مخصوص قبر کے اڑوس پڑوس میں جتنی قبر ہوتی ہیں ان پر پانی ڈالا جاتا ہے۔یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پانی سے قبر کی گرمی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور میت کو سکون ملتا ہے۔[66]

حضرت جابر سے روایت ہے کہ آپؐ کی قبر پر چھڑکا گیا۔بلال نے آپؐ کی قبر پر مشکیزے سے پانی چھڑکا۔انہوں نے سر کی جانب سے چھڑکا و کیا اور پاوں کی جانب تک چھڑکا"[67] رسول اللہ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور کنکریاں رکھیں۔"[68] حضرت عامر بن ربیعہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا۔[69] کتاب الجنائز نے لکھا ہے کہ امام شافع اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک پانی چھڑکنا مشروع ہے۔اس پانی چھڑکنے سے مراد تازہ قبر کی مٹی دبانے اور ہموار کرنے کی غرض سے ہے۔پرانی قبر پر پانی چھڑکنا نہیں۔

خلاصہ بحث

آج ہم ایک عجیب مذہبی معاشرے کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں کہ جس میں کوئی رسم ورواج نہ ہو۔ہر مذہبی شخص کے ذہن میں یہ تصور بٹھا دیا گیا ہے کہ رسم ورواج گویا کبیرہ گناہ سے کم نہیں ہے۔اسلام رسم ورواج کے خلاف نہیں ہے البتہ اسلام اسی رسم ورواج کو پسند کرتا ہے کہ جس میں معاشرے کی فلاح وبہبود کا پہلو ہو۔اور جو رسوم ورواج معاشرے میں ظلم اور بگاڑ کا باعث بنتے ہوں تو اسلام ان پر قدغن لگاتا ہے۔ایک صحت مند معاشرے کے لیے رسم ورواج اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ صحت مند جسم کے لیے کھیل۔رسم ورواج کے بغیر تو معاشرہ، بیماروں کا معاشرہ ہے۔معاشرے میں رسم ورواج کا پیدا ہونا یا ختم ہونا، یہ اسلام کا موضوع نہیں

ہے۔ جہاں معاشرت ہو گی، انسان مل جل کر رہیں گے، وہاں رسم ورواج پیدا ہو گا، یہ لازمی امر ہے کہ یہ انسان ہیں، اپنے جذبات کا اظہار چاہتے ہیں اور وہ رسم ورواج کے بغیر نامکمل ہے۔ اسلام کا موضوع یہ ہے کہ کوئی رسم اسلامی اقدار کے منافی نہ ہو، دین کے مقاصد کے خلاف نہ ہو، اس سے معاشرے میں ظلم اور بگاڑ پیدا نہ ہو رہا ہو، اسے دین نہ بنا لیا جائے، اسے فرض اور قانون کا درجہ نہ دے دیا جائے، اور اس میں اسراف اور فضول خرچی نہ ہو اور رسم ورواج میں انہی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی اصلاح دین میں مطلوب ہے نہ کہ رسوم ورواج کو ختم کرنے کی تحریکیں چلانا مقصود ہے۔ اگر کوئی شخص رسم ورواج کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ دراصل انسانی جذبات اور احساسات کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔ آپ ایک رسم ختم کریں گے، دوسری اس کی جگہ لے لی گی کیونکہ رسوم ورواج کا تعلق انسان کے جذبات اور تعلقات سے ہے۔ اور جب تک انسانی جذبات اور تعلقات قائم رہیں گے، یہ رسم ورواج پیدا ہوتے رہے گے لہذا اسلام کا مقصود رسوم ورواج کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ ان کی اصلاح ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے دور جاہلیت کی اکثر رسوم کی اصلاح کی نہ کہ سب رسموں کو بالکل ہی ختم کر دیا۔ البتہ جو ظالمانہ رسوم ورواج تھے تو انہیں آپ نے ختم کیا۔ یہ اہم نکتہ ہے کہ جسے اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور رسموں کی بھر مار تو یہ ایک دوسری انتہا ہے اور غیر متوازن رویہ ہے لہذا یہ بھی پسندیدہ امر نہیں ہے کہ ہر وقت کھیل تماشے میں ہی لگے رہو اور اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ اگر غیر شرعی رسوم ورواج کو ختم کرنا چاہتے ہو تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ رسوم ورواج کے خالق بنو۔ جب اپنی رسمیں ایجاد نہیں کرو گے جو عقیدہ توحید اور اسلامی کلچر کی نمائندہ ہوں تو پھر مغربی اور ہندوانہ کلچر کی رسوم ورواج سے ہی لڑتے رہو گے۔ ہمارے معاشرے، ہندو اور مغربی تہذیب سے کیوں خوفزدہ رہتے ہیں، مغربی اور ہندو معاشرے کو ہمارے کلچر سے کیوں خوف محسوس نہیں ہوتا؟ اس لیے کہ ہم ایسے رسوم ورواج پیدا کرنے میں بانجھ عورت کی مانند ہو کہ جو عالمی ثقافت بن سکیں اور اس پر مستزاد یہ کہ اس نااہلی کو مذہب کی خدمت سمجھ رکھا ہے۔

اگر ہم رسم رواج پیدا کرنے میں بانجھ عورت کی مثال ہیں اور نااہل ہیں تو ہم ہی کوئی ایسی رسم پیدا کر کے دکھائیں جو عقیدۂ توحید اور اسلامی کلچر کی نمائندہ ہو اور اسلامی اقدار کے منافی نہ ہو۔ شروع شروع میں ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی خاص خامی نہ ہو لیکن رفتہ رفتہ آپ کی پیدا کی ہوئی یہ رسم ایک سنگین بدعت کی شکل اختیار کر سکتی ہے جس کی شہادت تاریخ بھی دیتی ہے۔ یہ جتنے بھی رسم رواج آج اسلام میں اسلام کے نام پر دھبہ بنے ہوئے ہیں ان کی ابتدا بہت ہی خوش گوار اور پسندیدہ تھی لیکن رفتہ رفتہ کیا ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ اس لیے اسلام کو اسلام ہی رہنے دیا جائے اس میں اپنی روشن خیالی کے ڈرل مشین سے چھید کرنے کی کوشش مت کی جائے اگر کوئی رسم ورواج پیدا کرنا ہو تو اسے اپنے سماج، خاندان اور برادری سے موسوم کیا جائے اور اسے اسلامی رنگ میں رنگنا محض جہالت اور اسلامی قدروں کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1]البقرہ:۱۷۰۔ AL.Baqrha:170.

[2]لقمان: ۲۱۔ Laqman:21.

[3]عبدالرحمان بن ابی بکر سیوطی، الدر لمنثور فی التفسیر الماثور (بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۲۰۰۴)، ۱/ ۳۰۲۔

Abdul Rahman bin Abi Bakr Suyuti, "Al-Durlmanthour" in the annotated interpretation (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah, 2004), 1/302.

[4]عدیل عالم، انسان کی اندرون قوتیں (لاہور: نذیر سنز پبلشرز، اردو بازار، ۲۰۰۰)، ۳۰۔۳۱۔

Adil Alam, "Inner Powers of Human" (Lahore: Nazir Sons Publishers, Urdu Bazaar, 2000), 30-31.

[5]انٹرویو: اللہ وسایا، علاقہ تھل کی معمر شخصیت، مورخہ: ۱۰/۷/۲۰۱۷۔

Interview,Allah wasaya "Enduring Personality of Thal Region," Date: 10/7/2017.

[6]نفس المصدر، ۷۰۔ Ibid,P,70

[7]وزیر احمد، تھل کی رسومات، ۷۱۔ Wazir Ahmed, "Rasumaat of Thal," 71

[8]نفس المصدر، ۶۹۔ Ibid,P,69.

[9]بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر، ۱۲۷۷ Bukhari, "Sahih al-Jami," Hadith number 1277.

[10]مسلم، صحیح مسلم حدیث نمبر، ۲۱۸۵ Muslim, "Sahih Muslim," Hadith number 2185.

[11]سیوطی، جامع الصغیر، ۱۵/۱۔ Suyuti, "Al-Jami Al-Saghir," 15/1.

[12]ولی الدین، مشکوہ، ۱۴۳۔ Wali-ud-Din, "Mushkooh," 143.

[13]امام حسن شرنبلالی، مراقی الفلاح (ہرات: مکتبہ الضاریہ، س ن)، ۴۷۴۔

Imam Hasan Sharif Nabulali, "Maraqi al-Falah" (Herat: Maktaba Al-Zaria, n.d.), 474.

[14]نفس المصدر، ۴۷۴۔ Ibid,P,474.

[15]ابوداوؤد، سنن ابی داوؤد، ۳۱۵۴۔ Abu Dawood, "Sunan Abi Dawood," 3154.

[16]بخاری، الجامع صحیح، ۵۹۵۷۔ Bukhari, "Sahih al-Jami," 5957.

[17]ابوداوؤد، سنن ابی داوؤد، ۳۸۷۸۔ Abu Dawood, "Sunan Abi Dawood," 3878.

[18]وزیر احمد، تھل کی رسومات، ۶۵۔ Wazir Ahmed, "Rasumaat of Thal," 65.

[19] ولی الدین، مشکوہ، ۱۴۴۔ Wali-ud-Din, "Mushkooh," 144.

[20] نفس المصدر ۱۴۴۔ Ibid,P,144.

[21] بٹ، پاکستان کے علاقائی رسم ورواج، ۳۲۸۔ Butt, "Regional Customs and Practices in Pakistan," 328.

[22] ولی الدین، مشکوہ، ۱۴۹۔ Wali-ud-Din, "Mushkooh," 149.

[23] شیخ نظام الدین، فتاویٰ ہندیہ (بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن)، ۱۶۳۔

Sheikh Nizam-ud-Din, "Qatawi Hindiya" (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah), 163.

[24] جلال الدین سیوطی، جامع الصغیر (بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن)، ۱/۱۵۔

Jalal al-Din Suyuti, "Al-Jami Al-Saghir" (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah), 15/1.

[25] نفس المصدر، ۱/۱۵۔ Ibid,Vol,1,P,15.

[26] نظام الدین شیخ، فتاویٰ عالمگیری (بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن)، ۱/۱۶۶۔

Nazam al-Din Sheikh, Qatawi Alamgiri (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Vol.1 /166.

[27] انٹرویو: نذیر احمد، علاقہ تھل کی معمر شخصیت، مورخہ: ۱۰/۷/۲۰۱۷۔

Interview: Nazeer Ahmad, A Distinguished Personality of Thal Region, Date: 10/7/2017.

[28] وزیر احمد، تھل کی رسومات، ۷۱۔ Wazir Ahmed, Thal ki Rasomaat, p. 71.

[29] نفس المصدر، ۷۱۔ Ibid ,P,71.

[30] نفس المصدر، ۷۱۔ Ibid ,P,71.

[31] انٹرویو: نذیر احمد، علاقہ تھل کی معمر شخصیت، مورخہ: ۱۰/۷/۲۰۱۷۔

Interview: Nazeer Ahmad, A Distinguished Personality of Thal Region, Date: 10/7/2017.

[32] وزیر احمد، تھل کی رسومات، ۷۱۔ Wazir Ahmed, Thal ki Rasomaat, p. 71.

[33] جلال پوری، رسوم اقوام، ۵۳۔ Jalal Puri, Rasoom Aqwam, p. 53.

[34] احمد بن حنبل، مسند احمد (لاہور: مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، س ن) ۶/۱۱۹۔

Ahmad ibn Hanbal, Musnad Ahmad (Lahore: Maktaba Rahmania Urdu Bazar, Vol. 6/119.

[35] بخاری، الجامع صحیح، ۱/ ۱۲۵۳۔ Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Vol. 1/1253.

[36] البانی، کتاب الجنائز، ترجمہ: عمران ایوب، ۱۵۰۔ Albani, Kitab al-Jana'iz, trans. by Imran Ayub, p. 150.

[37] جلال پوری، رسوم اقوام، ۵۳۔ Jalal Puri, Rasoom Aqwam, p. 53.

[38] نفس المصدر، ۵۳۔ Ibid ,P,53.

[39] بٹ، پاکستان کے علاقائی رسم ورواج،۳۰۱۔ Butt, Local Customs and Traditions of Pakistan, p. 301.

[40] ترمذی، جامع ترمذی، حدیث،۹۹۸۔ Tirmidhi, Jami al-Tirmidhi, Hadith 998.

[41] صدیقی، عہد نبوی کا تمدن،۲۱۴۔ Sadiqi, Civilization of the Prophetic Covenant, p. 214.

[42] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ،۱۶۱۲۔ Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, p. 1612.

[43] وزیر احمد۔ تھل کی رسومات،۷۷۔ Wazir Ahmed, Thal ki Rasomaat, p. 77.

[44] بخاری، جامع صحیح،۵۳۳۴۔ Bukhari, Jami al-Sahih, p. 5334.

[45] تھانوی، اصلاح الرسوم،۱۶۹۔ Thanvi, Islah al-Rusoom, p. 169.

[46] رشید احمد گنگوہی، تالیفات رشیدیہ (لاہور: ادارہ اسلامیہ، ۱۹۹۲)،۱۴۳۔
Rashid Ahmad Gangohi, Compilation of Rashidiah (Lahore: Idara Islamiyya, 1992), p. 143.

[47] بریلوی، فتاویٰ رضویہ،۹/۶۷۳۔ Barelvi, Fatawa Rizwiyya, Vol. 673/9.

[48] نفس المصدر ۹/۶۰۴۔ Ibid,Vol,9,P,604.

[49] مسلم، صحیح مسلم،۲/۴۱۔ Muslim, Sahih Muslim, p. 41/2

[50] انٹرویو: محمد رمضان، علاقہ تھل کی سماجی شخصیت، مورخہ: ۲۰۱۸/۳/۱۷۔
Interview: Muhammad Ramadan, Social Personality of Thal Region, Date: 17/3/2018.

[51] نفس المصدر: ۲۰۱۷/۷/۱۳۔ Ibid.

[52] بخاری، الجامع صحیح،۱/۱۳۶۱۔ Bukhari, "Al-Jami' al-Sahih," 1361/1.

[53] نفس المصدر،۱/۱۳۶۲۔ Ibid,Vol,9,P,1362.

[54] قادری، ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت،۵۵۔ Qadri, "I'isal-e-Thawab ki Sharai Haisiyat," 55.

[55] انٹرویو: محمد رمضان، علاقہ تھل کی سماجی شخصیت، مورخہ: ۲۰۱۷/۷/۱۳۔
Interview: Muhammad Ramadan, "Social Personality of Thal Region," Date: 13/7/2017.

[56] بٹ، پاکستان کے علاقائی رسم ورواج،۳۰۰۔ Butt, "Regional Customs and Traditions in Pakistan," 300.

[57] نفس المصدر،۳۱۰۔ Ibid ,P,310.

[58] مسلم، صحیح مسلم، حدیث،۱۰۴۔ Muslim, "Sahih Muslim," Hadith 104.

[59] محمد عبداللہ حاکم نیشاپوری، مستدرک حاکم (بیروت: مطبوعہ دار المعرفہ، س ن)،۳۸۲۔
Muhammad Abdullah Hakim Nishapuri, "Mustadrak Hakim" (Beirut: Matba' Dar al-Ma'arifah, p. 382.

[60] بخاری، جامع صحیح،۱/۱۲۳۹۔ Bukhari, "Al-Jami' al-Sahih," 1/1239.

[61] نفس المصدر،۱/۱۲۸۶۔ Ibid,Vol,1,P,1286.

[62] نفس المصدر ۱/۱۲۴۴۔ Ibid,Vol,1,P,1244.

[63] نفس المصدر،۱/۱۲۸۳۔ Ibid,Vol,1,P,1283.

[64] نفس المصدر ۱/۱۲۸۵۔ Ibid,Vol,1,P,1285.

[65] مفتی الحسنی، محمد رفیق الفافلین (کراچی: جامعہ اسلامیہ، س ن)،۱۰۷۔

Mufti al-Hasani, Muhammad Rafiq al-Faflin, "Jama'ah Islamiyah" (Karachi: Jamia Islamiyah,) 107.

[66] انٹرویو: غلام فرید سیال، علاقہ تھل کی معمر شخصیت، مورخہ: ۱۰/۷/۲۰۱۷۔

Interview: Ghulam Farid Isla, "Enduring Personality of Thal Region," Date: 10/7/2017.

[67] ناصر الدین البانی، مختصر کتاب الجنائز، ترجمہ: عمران ایوب (لاہور: نعمانی کتب خانہ، ۲۰۰۵ء)، ۲۴۴۔

Naser al-Din Albani, "Mukhtasar Kitab al-Janaziz," trans. Imran Ayub,p, 244.

[68] نفس المصدر، ۲۴۴۔ Ibid ,P244.

[69] نفس المصدر، ۲۴۴ Ibid ,P244.